اسلام کے بنیادی عقائد

مصنف
حجۃ الاسلام والمسلمین
السید مجتبیٰ موسوی لاری

جلد چہارم

مترجم
حجۃ الاسلام مولانا شیخ
روشن علی نجفی

نام کتاب	اسلام کے بنیادی عقائد
مصنف	حجۃ الاسلام والمسلمین سید مجتبیٰ موسوی لاری
مترجم	حجۃ الاسلام مولانا شیخ روشن علی نجفی
کتابت	زعفران رضوی بشدی
ناشر	مرکز نشر معارف اسلامی در جہان
تعداد	۳۰۰۰ (تین ہزار)
تاریخ	ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ
چاپ	بار اول
مطبع	چاپ ہادی پریس قم جمہوری اسلامی ایران

ہیں. لہٰذا مخلوق کا رہبر حقیقی اگر روحانی فضیلتوں سے عاری ہو تقویٰ و پاکیزگی کا اس کے یہاں نام و نشان نہ ہو تو وہ کسی بھی طرح چند انسانوں کی تربیت نہیں کر سکتا. اور نہ ہی انسانی نفوس پر اثر انداز ہو سکتا ہے. اور نہ لوگوں کی روحی و معنوی تربیت کر سکتا ہے.

•

قرآن مجید میں بعض انبیاء کی طرف گناہ کی نسبت دی گئی ہے اس لئے پہلے ہم گناہ کے معنی بیان کرتے ہیں اس کے بعد اصل مسئلہ کو بیان کریں گے خداوند عالم کے احکام کی نافرمانی دو قسم کی ہوتی ہے. ۱. گناہ واقعی ۲. گناہ نسبی.

۱. **گناہ واقعی...** احکام الٰہی کی مخالفت یعنی گناہ ہو یعنی ہر طرح جامع طاعت یا گناہ کرنا جس کے لئے مخصوص سزا معین کی گئی ہے یہ گناہ انبیاء سے نہیں ہو سکتے انبیاء اس سے منزہ و مبرا رہتے ہیں.

۲. **گناہ نسبی...** یعنی ایسے اعمال کرنا جن کے کرنے پر کوئی سزا معین نہیں ہے لیکن مجازاً اور دوسروں کے اعتبار سے اسکو گناہ کہا جاتا ہے اس گناہ کا بھی صدور انبیاء سے نہیں کیا جاتا کیونکہ جو حضرات سالک راہ خدا ہوں، خداوند سے وہ ایک خاص رابطہ رکھتے ہوں، حقیقی ترین حقائق کا مشاہدہ کر چکے ہوں ان سے اس قسم کے اعمال کی توقع نہیں کی جاتی. کیونکہ وہ معرفت کے جس درجہ پر فائز ہیں ان کے ساتھ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی وہ ذکر حق سے غافل ہو سکتے ہیں. کیونکہ انکی غفلت "چاہے بہت مختصر ہو" انکو انکے مرتبے سے گرا دیگی.

اولیاء اللہ چونکہ ان کے پاس ایمان راسخ، علم کثیر ہوتا ہے اور حقائق واقعیہ

تک اسکی رسائی ہوتی ہے۔ معرفت تامہ اور کامل پیدا ہونے کے مرکز سے ان کا رابطہ ہوتا ہے۔ اسلئے اگر وہ ـــــ چاہے مختصر مدت کیلئے ہو ـــــ بے توجہی اور غفلت سے دوچار ہو جائیں تو اسکو گناہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہی بے توجہی و غفلت دوسروں کیلئے گناہ نہیں ہے ـــــ مشہور بات ہے: حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ ۔ ابرار کے لئے جو چیزیں حسنہ شمار ہوتی ہیں وہی چیزیں مقربین کے لئے گناہ شمار کی جاتی ہیں ـــــ مترجم

یہ بات ہر جگہ عام ہے کہ کسی کی ایک اجتماعی شخصیت ہے تو لوگ اسکے مرتبہ و عہدہ کے مطابق ہی اعمال کی اس سے توقع رکھتے ہیں کیونکہ لوگوں کی توقعات اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہیں اور ہر شخص کو چاہئے کہ لوگوں کی توقعات کے مطابق اپنے کو پورا کرے مثلاً ایک عالم و ادیب سے جس طرح کام کی توقع ہوتی ہے وہ ایک جاہل بے ادب سے کبھی نہیں ہوتی اسی لئے انبیاء کرام سے گناہ تو نہیں ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی بات ان کے شایان شان نہ ہو تو خدا ان سے بازپرس کرتا ہے جیسے آدم کا واقعہ ہے۔

میں مانتا ہوں کہ نتائج گناہ کا علم عموماً آدمی کو معصوم نہیں بناتا اور صرف علم برائی سے نہیں روک سکتا جیسے ڈاکٹر کا علم کسی کو موت سے نہیں بچا سکتا لیکن اگر کوئی واقع کا عالم ہو اور گناہ کے تمام خطرناک اثرات و نتائج سے باقاعدہ آگاہ ہو اور خدا کے عذاب الیم کا شدید خوف رکھتا ہو تو وہ گناہ نہیں کر سکتا۔

یعنی واقع و حقیقت کا کشف تام اور اسکی ایسی حقیقی معرفت جس میں زماں و مکان کے فاصلے اثر انداز نہ ہو سکیں ایک ایسی چیز ہے جو معصوم کو گناہ کرنے سے روک دیتی ہے جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معصوم کو غلطی اور جواز میں ہم نے لکھا ہے اور یہ بھی

جانتا ہو کہ ہوا میں جہاز کے ہوتے ہوئے ہی وہ بم پھٹ جائیگا۔ کسی بھی قیمت پر وہ پائلٹ اس جہاز کو لیکر پرواز نہیں کرے گا۔ اور یہ بھی بدیہی ہے کہ پائلٹ اگر جہاز کو اڑا کر لے جاتا ہے تو یہ اسکا غیر اختیاری فعل نہیں ہے بلکہ اس کو اختیار ہے چاہے اڑائے یا نہ اڑائے۔ اب اگر وہ جہاز نہیں اڑاتا ہے تو اسکی عقلمندی کی دلیل ہے۔ اسکی عقل اور اسکا علم دونوں مانع ہونگے۔ اور یہ احتمال دینا کہ شاید اسکے باوجود پائلٹ جہاز کو اڑائے، یہ احتمال کالعدم ہے۔

اس بات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ اگر کسی کو کسی عمل کے خراب نتائج کا صحیح طور سے علم ہو تو پھر وہ شخص — بشرطیکہ علم و عقل رکھتا ہو — اس عمل کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

پس معصوم حکم خدا کی اطاعت اور معاصی سے اجتناب میں اسی طرح مجبور نہیں ہے بلکہ مختار ہے جس طرح اسکی عصمت اس سے سلب ارادہ و اختیار نہیں کرتی۔ بلکہ وہ اختیاری طور پر گناہوں کا ارتکاب نہیں کرتا۔ بلکہ غیر معصوم افراد میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا سے لو لگانے کی خاطر اپنا سب کچھ راہ خدا میں نثار کر دیتے ہیں اور اعلیٰ درجات حاصل کرنے کے لئے بہت سے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ انکے اندر جو یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے وہ خدا کی کافی بخشش وسیع اور شناخت کامل کی بنا پر ہو بلکہ یہی احساس اطاعت خدا اور پاکیزگی ذہن و فکر اس کا سبب بنے ہوں اور انکے اندر اتنی تبدیلی پیدا کر دی ہو کہ سرکشی و عصیان و طغیان کے جذبات کا گلا گھونٹ دیا ہو اور انکو خدا کی عبادت کی طرف مائل کر دیتے ہوں۔

لیکن یہ بات بھی ہے۔ عنایتِ باری کا تقاضا ہے کہ جس کو لوگوں تک
اپنی رسالت کی تبلیغ کرنے کے لیے بھیجا، اسکو ہر خطاء سے بھی محفوظ رکھے۔ جس طرح
احکام کا لوگوں کے ذریعہ حاصل کرنا خود عالم کی عنایت پر موقوف ہے اسی طرح
اس مرحلہ میں عصمت بھی عنایت پروردگار کے تابع ہوتی ہے۔ کیونکہ احکام الٰہی
کا بندوں تک پہونچنا بغیر سہو و نسیان اور معصیت کی آلودگی کے بغیر ہونا ضروری
ہے جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ
طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ
مِن شَيْءٍ وَأَنزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ [1] اے رسول! اگر تم پر خدا کا فضل اور کرم
اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ تمھیں گمراہ کرنے کا قصد
کر ہی لیتا۔ وہ لوگ بس اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور یہ لوگ تمھیں کچھ بھی
ضرر نہیں پہونچا سکتے۔ اور خدا نے تو تم پر اپنی کتاب اور حکمت نازل
کی اور جو باتیں تم نہ جانتے تھے تمھیں سکھا دیں اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل ہے۔

خدا کی طرف سے نازل شدہ احکام کے ابلاغ و نفاذ میں بھی عصمت کا ہونا
ضروری ہے۔ اور پیام رسالت کے دائمی ہونے کا لازمی تقاضا ہے کہ امام و رہبر
اپنی گفتار و کردار میں معصوم ہو۔ کیونکہ احکام الٰہی کے بیان کرنے میں غلطی
مقصد رسالت ہی کو ختم کر دیگی۔ جس طرح ظالم و فاسق حکام مقاصد رسالت کے خلاف عمل
کرتے ہیں۔

---

[1] سورۂ نساء، آیت ۱۱۳

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر ہمارے قانون کی حفاظت و ذمہ داری کسی ایسے قابل اعتماد معصوم شخص کے قوت بحر پر کار نہیں ابھی ہو جو ہر زمانہ کی جائے جو وقت و خلوص و امانت کے ساتھ مطلب ہر طرح نفاذ کرے تو دین الٰہی کے احکام تغیر و تبدیل سے کسی طرح بھی دوچار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ احتمال بہر حال رہتا ہے کہ نفاذ کرنیوالا اشتباہ کرے یا حکم الٰہی کو صحیح طور سے سمجھا ہی نہ ہو بلکہ یہ بھی احتمال رہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ احکام الٰہی کو جان بوجھ کر تغیر و تبدیل کر رہا ہے۔ لیکن اگر امام معصوم ہو تو سارے احتمالات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ کیجئے کہ بہت سی آیات امام کی تفسیر و توضیح کی محتاج ہوتی ہیں اور امام المسلمین کا فریضہ ہے کہ وہ ان آیات کی تفسیر و توضیح بیان کرے۔

جس شخص کے اندر تمام انسانی کمالات مرتبہ قوۃ سے مرتبہ فعلیت میں آچکے ہوں وہی انسان کامل ہے اور امام چونکہ بشر کی حرکت تکاملی کا منتہا ہے۔ اور دین کا صراط مستقیم ہے اس لئے تمام احکام شریعت پر عمر بھر اس کیلئے عمل کرنا ضروری ہے۔ اور زندگی بھر اس کا دامن آلودہ عصیان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اگر اسکی عمر کا تھوڑا سا حصہ بھی گناہ میں بسر ہوا اور تھوڑی دیر کی مدت کیلئے بھی اگر وہ صراط مستقیم سے منحرف ہو گیا اور خدا کی نافرمانی کر بیٹھا تو پھر وہ دین کا کامل نمونہ نہیں بن سکتا اور نہ اطاعت پروردگار کے راستے سے بشر کو جو فیض ملنا تھا وہ دلا سکے گا۔

لہٰذا ان تمام باتوں کے پیش نظر اس عصمت سے جو احکام الٰہی کی بیان کنندہ ہے چشم پوشی کرنا ناممکن ہے۔ بلکہ عہدہ امامت پر سرفراز ہونے

سے پہلے ہی امامت سے متصف بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اگر امامت کے شرائط متحقق نہ ہوں تو پھر معاشرہ انسانی کے ساتھ اسلام کے احکام پر ٹھیک نہیں چلے گا۔ اور نہ ہی اس کی ہدایت و ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا۔